انّ الفضل بید الله یؤتیه من یشاء — عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

غلام احمد قادیانی

نمبر ۱۳۵ رجسٹرڈ ایل

تار کا پتہ الفضل قادیان بٹالہ

THE ALFAZL QADIAN

اخبار الفضل قادیان

ہفتہ میں تین بار

فی پرچہ تین پیسے

ایڈیٹر غلام نبی

قیمت سالانہ پیشگی
ششماہی
سہ ماہی
بیرون ہند

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن جسے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح ثانی نے اپنی ادارت میں جاری فرمایا

نمبر ۳۳ | مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۴ء یوم پنجشنبہ مطابق ۲۵ صفر ۱۳۴۳ھ | جلد ۱۲

مدینۃ المسیح

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے خاندان مسیح موعود میں خیر و عافیت ہے۔ حضرت صاحبزادہ میاں بشیر احمد صاحب کے پاؤں پر چھوٹی چھوٹی پھنسیاں تھیں۔ جن کی وجہ سے جوتا پہننا مشکل تھا۔ آپ کی سادگی پسند اور بے تکلفانہ مزاج کا یہ انتہائی ثبوت ہے کہ آپ ننگے پاؤں اِدھر اُدھر دفاتر میں خدمات سلسلہ کے لئے تشریف لے جاتے رہے۔

ملیریا کے ایام میں غرباء کے لئے حضرت ام المؤمنین رضی اللہ عنہا نے اٹھارہ روپیہ کی کونین خرید کر نور ہسپتال کو عنایت فرمائی۔

جناب قاضی عبد اللہ صاحب بی۔ اے۔ بی۔ ٹی بھیرہ سے واپس تشریف لے آئے ہیں۔

ہائی سکول ۲۷ ستمبر کو کھلیگا۔ طلباء کو ۲۶ تاریخ تک پہنچ جانا چاہیئے۔

لنڈن میں انگریزوں اور ہندوستانیوں کا سلطنت کابل کے خلاف جلسہ

افغانستان میں مذہبی بنا پر ظالمانہ سلوک

نعمت اللہ خان کے قتل کے خلاف صدائے احتجاج

انڈین ڈیلی میل بمبئی مورخہ ۲۰ ستمبر ۱۹۲۴ء میں اس کا حسب ذیل خاص تار شائع ہوا ہے۔

لنڈن ۱۸ ستمبر۔ آج ایک جلسہ جو انگریزوں اور ہندوستانیوں پر مشتمل تھا۔ ایسیکس ہال سٹرینڈ لنڈن میں نعمت اللہ خان کے کابل میں سنگسار کئے جانے کے متعلق منعقد ہوا۔ ڈاکٹر والٹر واش نے جو کہ صدر جلسہ تھے۔ بیان کیا کہ ہر وہ شخص جس میں ایک ذرہ بھر بھی انسانیت کا مادہ ہو۔ وہ مذہبی بناء پر تشدد کئے جانے کے خلاف صدائے احتجاج بلند کریگا۔ خواہ تشدد کیسا ہی خفیف

کیوں غ ہو۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی نے نعمت اللہ خان کے قتل کے واقعات بیان کر کے فرمایا کہ شہید مرحوم کے خلاف یہ جرم لگایا گیا ہے۔ کہ وہ اسلام میں احمدیت سے تعلق رکھتا تھا۔ شہید کا جسم اس وقت تک پتھروں کے بڑے ڈھیر کے نیچے دبا ہوا ہے۔ اور اس کے والد کو یہ اجازت افغان گورنمنٹ نے نہیں دی۔ کہ وہاں سے اس کے جسم کو نکالکر باقاعدہ دفن کرے ؛

اسکے بعد ایک ریزولیوشن صدر جلسہ کی طرف سے پیش کیا گیا۔ جس کی کرنیل ڈیلکما اور دو ہندوستانی بیرسٹروں نے تائید کی۔ اس ریزولیوشن میں جو بہ اتفاق رائے پاس ہوا۔ یہ قرار پایا کہ ضمیر کی آزادی ہر انسان کا پیدائشی حق ہے۔ اور یہ کہ افغان گورنمنٹ کو یہ اطلاع بھیجی جائے۔ کہ یہ مجلس اس گورنمنٹ کے اس فعل کو سخت نفرت کی نگاہ سے دیکھتی اور نہایت درجہ قابل ملامت سمجھتی ہے تاکہ آیندہ گورنمنٹ کابل ایسے طریق کے اختیار کرنے سے اجتناب کرے۔ جو کہ دنیا کی مہذب اقوام کی نظر میں حد درجہ قابل نفرین ہے ؛

یہ بھی فیصلہ کیا گیا۔ کہ اس جلسہ کی کارروائی کی اطلاع افغان گورنمنٹ اور لیگ آف نیشن کے پریزیڈنٹ کو دی جائے۔

حضرت میر ناصر نواب صاحب مرحوم

جماعت کے احباب کو حضرت والد مکرم مرحوم یعنی جناب میر ناصر نواب صاحب کی وفات کی خبر مل چکی ہے۔ آپ نے ۹ بجے صبح جمعہ کے دن تاریخ ۱۹ ستمبر ۱۹۲۴ء وفات پائی۔ آپ کی عمر وفات کے وقت بحساب انگریزی ۷۹ سال اور بحساب ہجری ۸۱ سال سے کچھ متجاوز تھی۔ ڈیڑھ سال کے قریب سے آپ ضعف اعصاب سے بیمار تھے۔ مگر چلنا پھرنا بند نہیں ہوا تھا۔ آخر دنوں میں ملیریا بخار آنے لگا۔ دوا سے آرام ہو جاتا تھا۔ مگر پھر کبھی کبھی دن چھوڑ کر باری آجاتی تھی۔ آخری باری سردی سے بدھ کے دن عصر کے بعد آئی۔ پھر غفلت ہو گئی۔ اور آخر میں بے ہوشی اور تیسرے دن جمعہ کو اسی غفلت میں انتقال فرمایا۔ آپ کی چند خاص باتیں قابل تذکرہ ہیں۔

اول۔ اکل حلال۔ اس کے آپ تمام عمر اس قوت اور سختی سے پابند رہے۔ کہ دوست اور دشمن دونو اس پر گواہ ہیں۔ میرا مطلب یہاں صرف ان کی تعریف کرنا ہی نہیں۔ بلکہ میں اپنے احباب کو اول خاص طور پر اس ضرورت کی بابت توجہ دلانا بھی چاہتا ہوں۔ اکل حلال ایک بہت ہی مشکل امر ہے۔ خصوصاً ملازمین سرکار کے لئے۔ اور ان سے کم درجہ پر اہل حرفہ اور تاجروں کے لئے۔ اور زمینداروں کے لئے بھی۔ اپنی تمام آمدنی اور تمام خورد و نوش کو صرف حلال اور طیب طور پر محصور کر لینا ایک سخت مجاہدہ ہے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ حرام کا لقمہ قبولیت دعا میں مانع ہوتا ہے۔ پس اس طرف انسان کو بہت ہی توجہ دینی چاہیئے کہ آیا جو اس کے ہاں آتا ہے۔ اور جو اس کے اور اس کی آل اولاد کے حلق کے نیچے اترتا ہے۔ وہ رزق حلال اور طیب ہے یا مشتبہ اور ناجائز۔ جب تک حرام اور مشتبہ رزق انسان کے بدن میں داخل ہوتا رہیگا نہ اسکی دعا قبول ہو گی۔ اور نہ اس سے عمل صالح صادر ہونگے۔

دوسری بات جس میں مرحوم کو ایک امتیاز حاصل تھا۔ وہ انکی جرأت ایمانی اور نفاق سے نفرت کی صفت تھی۔ آپ کو فطرتاً مداہنت سے سخت بیزاری تھی۔ اور دوست۔ دشمن۔ واقف ناواقف کسی کے آگے حق گوئی سے نہ جھجکتے تھے۔ اور نہایت صاف گوئی سے ہر مجلس میں اپنے خیالات ظاہر فرما دیتے۔ اور اگرچہ کسی وقت سختی بھی کر لیا کرتے تھے۔ مگر دل میں قطعاً کینہ اور غبار نہ رکھتے تھے۔

تیسرے یہ کہ محنت اور مشقت اور سختی برداشت کرنے کی ہمیشہ سے عادت تھی۔ اسکی گواہ تمام جماعتیں ہیں۔ اور ہمیشہ اپنے تئیں سلسلہ کے کاموں میں مصروف ہی رکھتے تھے در بدر بھیک کی طرح پیسے مانگتے پھرنا یہاں تک کہ جب نور ہسپتال کے لئے چندہ جمع کیا تو چوہڑوں کے گھر جا کر بھی مانگنا اور اسے کوئی ذلت نہ سمجھنا ایک قابل تقلید مثال ہے۔

چوتھے۔ استقلال بھی آپ کا ایک نمایاں خلق تھا جس کام کو شروع کرتے۔ ختم کئے بغیر نہ ٹھہرتے تھے۔ چنانچہ مسجد نور۔ شفاخانہ دار الضعفاء احمدی بازار کا پختہ فرش۔ دفتر وغیرہ آپ کی ظاہری باقیات الصالحات ہیں۔

پانچویں ایک صفت آپ کی سخاوت اور غریبوں کی خبر گیری تھی۔ ہمیشہ نقدی اور کپڑوں سے غرباء کی امداد کرتے رہنا آپکی عادت میں داخل تھا۔

چھٹے دوسروں کے لئے بالالتزام دعا کرنا اور انکی ہمدردی اور خیر خواہی میں مشغول رہنا اکثر دوستوں پر واضح ہے۔

ساتویں۔ پابندی نماز روزہ اور احکام شریعت کا کمال اہتمام آپکی طبیعت ثانیہ ہو گیا تھا اور قال اللہ قال الرسول پر شدت سے عمل کرتے اور کراتے تھے۔

آپ ۱۸۹۲ء سے جب آپکی عمر ۴۹ سال کی تھی۔ قادیان میں مستقل رہائش کے لئے تشریف لائے۔ اور ۳۰ سال کامل یہاں سکونت رکھ کر ۱۹۲۴ء میں محبوب حقیقی سے جا ملے۔ میں احباب جماعت احمدیہ سے درخواست کرتا ہوں کہ مرحوم کا جنازہ پڑھیں۔ اور ان کے علو مراتب اور مغفرت کے لئے دعا فرما دیں۔

فاذکروا اللہ کذکرکم اباءکم او اشد ذکرا

یہ باتیں جو میں نے بیان کی ہیں۔ محض اللہ تعالیٰ کے ہی فضل سے انکو حاصل ہوئی تھیں۔ اس کا کتنا بڑا فضل ہے کہ ایک شخص کو دہلی سے نکالکر پنجاب لایا۔ اور اس کا تعلق مسیح موعود جیسے شخص سے کرایا۔ اور پھر اسکی صحبت اور قرب بخشا۔ ایمان دیا۔ فطرتی قوی نیکی کے لئے عنایت کئے۔ خود توفیق دی۔ اور خود ہی سامان مہیا کئے۔ اور انجام کار بہشتی مقبرہ میں حضرت صاحب کے بہت قریب جگہ عنایت کی۔ یہ محض اس کریم کا فضل اور خاص فضل تھا۔ اور اسکے یہ خاص فضل محدود نہیں۔ بلکہ وہ خود بخود کمزور انسان پر اپنی رحمت کی بارشیں کرتا رہتا ہے۔ کھٹکھٹانے والوں کی آواز اور مانگنے والوں کی دعا اور طالبوں کی طلب اور تڑپ کو سنتا ہے۔ اور دیکھتا ہے۔ اور پھر اس قدر رحم اور فضل اس عاجز مخلوق پر کرتا ہے کہ اس کے اخلاق اور صفات کو دیکھ کر حیرت ہی آتی ہے اور انسان ضعیف البنیان مبہوت ہی رہ جاتا ہے۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا ان الانسان لظلوم کفار رب السموات والارض وما بینھما فاعبدہ واصطبر لعبادتہ ھل تعلم لہ سمیا۔

(جناب ڈاکٹر میر) محمد اسمٰعیل قادیان

سلطنت کابل کا قابل نفرین فعل

ایک غیر احمدی کا خط

اگرچہ میں سنت جماعت کا شخص ہوں۔ تاہم مجھے یہ سنکر سخت افسوس ہوا اور اس اندوہ خیز خبر کے پڑھتے ہی رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کہ حر

الفضل (بسم اللہ الرحمن الرحیم)

یوم پنجشنبہ ۔ قادیان دار الامان ۔ مورخہ ۲۵ ستمبر ۱۹۲۴ء

مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی سنگساری اور حکومت کابل

سلطنت کابل کی بدعہدی اور وعدہ شکنی

احمدیوں کو کابل میں باامن زندگی بسر کرنے کا وعدہ دیکر جفا کاری کی گئی

کیا اخبار "زمیندار" اور "سیاست" حکومت کابل کی بدعہدی کو جائز ثابت کر سکتے ہیں

اگرچہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو محض احمدی ہونے کی وجہ سے حکومت کابل کا نہایت وحشیانہ اور سفاکانہ طریق سے قتل کرنا ہی نہایت ناپاک اور قابل ملامت فعل ہے اور شرافت اور انسانیت ہمیشہ اس ظالمانہ قتل کو نفرت اور حقارت کی نظر سے دیکھتی رہیگی۔ لیکن اس واقعہ کا نہایت ہی شرمناک اور انسانیت سے گرا ہوا ایک اور پہلو بھی ہے۔ اور جب اسپر نظر کی جاتی ہے۔ تو سمجھ میں نہیں آتا۔ کہ حکومت کابل اور اس کے امیر کو کیا سمجھا جائے۔

دنیا میں معمولی سے معمولی آدمی کو بھی اپنے قول و قرار اور عہد و پیمان کا پاس ہوتا ہے۔ اور کوئی شریف انسان پسند نہیں کرتا کہ اسپر بدعہدی اور دہوکہ دہی کا سیاہ دھبہ لگے۔ متمدن سے متمدن اقوام سے لیکر وحشی سے وحشی لوگوں میں بھی اس بات کی خاص طور پر پابندی کی جاتی ہے۔ کہ جس امر کا اقرار وہ ایک دفعہ کرلیں۔ اور جس کے لئے اپنا قول دیدیں۔ اسے پوری پابندی کے ساتھ نبھائیں۔ اسلام نے تو عہد کی پابندی نہایت ہی ضروری قرار دی ہے۔ قرآن کریم میں بار بار اس کی تاکید آئی ہے۔ اور ایفائے عہد پر بہت زور دیا گیا ہے۔ لیکن سلطنت کابل جو اپنے آپ کو مسلمان کہتی ہے۔ خادم اسلام ہونے کا دعویٰ کرتی ہے۔ اور اسلام کی اس قدر حامی بنتی ہے کہ اسلام کے نام پر بے گناہ اور معصوم انسانوں کو قتل کرنا اپنے لئے کار ثواب سمجھتی ہے۔ اس کی یہ حالت ہے کہ اپنے ملک میں بسنے والے احمدیوں کی ہر طرح حفاظت اور نگہداشت کا تحریری یقین دلانے کے باوجود ایک غریب و بے کس احمدی کو صرف احمدی ہونے کی وجہ سے خاص دار السلطنت میں گرفتار کرکے اوّل تو ہر طرح کے مصائب اور آلام میں مبتلا رکھتی ہے اور پھر نہایت ہی وحشیانہ طریق سے قتل کرا دیتی ہے۔

اگر خدا تعالیٰ کو ایک ماننا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام انبیاء کا سردار اور خاتم یقین کرنا۔ قرآن کریم کو خدا تعالیٰ کی کامل اور مکمل کتاب تسلیم کرنا اسلام کو تمام خوبیوں اور برکات کا سرچشمہ سمجھنا اور پھر دنیا کے دور دراز کونوں تک اشاعت اسلام کے لئے اپنی جانیں اور مال صرف کرنا سلطنت کابل کے نزدیک ایک ایسا سنگین جرم ہے جس کی سزا کابل کے خاص حمایتی اخبار "زمیندار" کے الفاظ میں "کم از کم قتل" ہے۔ تو حکومت مذکور کو اپنے ذمہ دار ارکان کے ان تحریری وعدوں کا ہی کچھ پاس و لحاظ کرنا چاہیئے تھا۔ جو ملک کابل کے احمدیوں کے متعلق کئے گئے تھے۔ اور جن میں بڑے زور کے ساتھ یقین دلایا گیا تھا کہ احمدیوں کو کسی قسم کی تکلیف نہیں دی جائیگی۔ لیکن جب دل میں خدا تعالیٰ کا خوف ہی نہ ہو۔ اور چالبازیوں اور دہوکہ دہیوں پر سارے کاروبار کی بنا ہو۔ تو کس طرح ممکن ہے۔ کہ سلطنت کابل اپنے اراکین کے عہد و پیمان کو قابل احترام قرار دیتی۔ اور ان کی خلاف ورزی کرکے ظلم صریح کا ارتکاب نہ کرتی۔ چنانچہ حکومت کابل نے اپنے ظالمانہ فعل سے ثابت کر دیا ہے۔ کہ جہاں وہ قساوت قلبی اور سنگدلی میں بدترین نمونہ ہے وہاں بدعہدی اور دھوکہ دہی میں بھی اپنی نظیر نہیں رکھتی۔

ذیل میں حکومت کابل کے ذمہ دار ارکان کی سرکاری تحریروں کے اقتباس اس امر کے ثبوت میں پیش کئے جاتے ہیں۔ کہ انہوں نے کس بلند آہنگی کے ساتھ احمدیوں کی حفاظت کے مواعید کئے تھے۔

جب موجودہ امیر تخت نشین ہوا۔ اور اس کی طرف سے مذہبی معاملات میں آزادی دینے کا ذکر سنا گیا۔ تو ہمارے محکمہ امور عامہ نے ارکان سلطنت کابل کو احمدیوں کی تکالیف اور مصائب کی طرف توجہ دلائی جو انہیں محض احمدیت کی وجہ سے اٹھانا پڑتی تھیں۔ اس کے جواب میں کابل کی وزارت خارجیہ کی طرف سے اپنے خاص سرکاری فارم پر سردار محمود طرزی صاحب نے جو جواب دیا۔ اس میں لکھا:-

"دو قطعہ مکتوب شما تاریخ ۳۰ ماہ اپریل ۱۹۲۱ء عیسوی بعنوان جناب جلالت مآب جمال پاشا و بنام این خدمتگار عالم اسلام رسیدہ مضامین و مطالب آنرا مطالعہ کردہ الی آخرہ دانستہ شدیم۔ جواباً مے نگاریم۔ کہ در سلطنت اعلیٰ حضرت غازی پادشاہت معظمہ افغانستان ہیچ یک زحمت یا تکلیفے از طرف حکومت دربارہ تابعین و متعلقین شما در خاک افغانستان ابراز نیافتہ۔"

کہ آپ کے دو خط مورخہ ۳۰ اپریل ۱۹۲۱ء جناب جلالت مآب جمال پاشا اور عالم اسلام کے اس خدمتگار کے نام پہنچے جن کے تمام مطالب و مضامین سے آگاہی ہوئی۔ جواباً لکھا جاتا ہے کہ اعلیٰ حضرت غازی کے عہد حکومت میں کسی قسم کی زحمت یا تکلیف حکومت کی طرف سے کابل کی سرزمین میں رہنے والے آپ کے ساتھیوں اور متعلقین کو نہیں پہنچائی جاتی۔

مذکورہ بالا الفاظ میں نہایت صفائی کے ساتھ اس بات کا اقرار کیا گیا ہے۔ کہ حکومت کی طرف سے احمدیوں کو کسی قسم کی تکلیف اور زحمت نہیں پہنچائی جاتی۔ اور پھر یہی نہیں۔ بلکہ اسی مکتوب میں یہاں تک لکھا گیا:-

"اگر سیاہہ اشخاص تابعین خود را کہ در خاک افغانستان سکونت دارند۔ برائے ما بفرستید۔ ممکن است۔ اگر تکلیفے دربارہ شاں وارد شدہ باشد۔ رفع شود۔"

یعنی اگر ان احمدیوں کی فہرست جو ملک افغانستان میں سکونت رکھتے ہیں۔ ہمارے پاس بھیجدی جائے تو ممکن ہے کہ اگر انہیں کوئی تکلیف پیش آئے تو رفع کر دی جائے۔

گویا ایک طرف تو حکومت نے یہ کہا کہ احمدیوں کو احمدی ہونے کی وجہ سے کوئی تکلیف نہیں دی جاتی۔ اور دوسری طرف اس غرض کے لئے احمدیوں کی فہرست طلب کی۔ کہ اگر انہیں کوئی تکلیف ہو۔ تو وہ دور کی جاسکے۔

یہ مکتوب ۱۴ ماہ جوزا سنہ ۱۳۰۰ کا لکھا ہوا ہے۔ اور اس سے بڑھ کر کسی حکومت کی طرف سے اطمینان اور تسلی دینے کا اور کیا وعدہ ہو سکتا ہے۔ لیکن کس قدر ظلم و ستم ہے کہ وہی حکومت جو آج سے چار سال قبل یہ دعویٰ کرتی تھی۔ کہ اس کی مملکت میں حکومت کی طرف سے کسی احمدی کو کوئی تکلیف نہیں دی جاتی۔ اور جو احمدیوں کی فہرست اس لئے طلب کرتی تھی کہ اگر انہیں کوئی تکلیف یا زحمت پہنچے۔ تو اسے دور کر سکے وہی حکومت ایک احمدی کو پکڑ کر بغیر کسی جرم اور قصور کے

نہایت دردناک طریق سے اس لئے قتل کر دیتی ہے کہ وہ احمدی تھا۔ اور اس نے اپنے عقائد کو ترک کرنا گوارا نہ کیا۔

پھر ایک اور سرکاری مکتوب میں گورنمنٹ کابل نے اپنے قنصل مقیم شملہ کو احمدیان شملہ کے ایڈریس کے جواب میں لکھا کہ:۔

"شما لفرے عارضاں را اطمینان بدہید کہ از طرف افغانستان و اہالی آں ہیچ گاہ بدون سبب و واسطہ اذیت و تکالیفے بر اقوام شاں نخواہد رسید۔"

کہ آپ احمدیوں کو اطمینان دلا دیں۔ کہ افغانستان اور اہالیان افغانستان کی طرف سے کسی وقت بلا سبب اور بلا وجہ کوئی اذیت و تکلیف ان کی قوم یعنی احمدیوں کو نہیں پہنچیگی۔

یہ بھی نہایت صاف اور واضح وعدہ ہے کہ احمدیوں کو کبھی احمدی ہونے کی وجہ سے سلطنت یا رعایا کی طرف سے کوئی اذیت اور تکلیف نہ پہنچیگی۔ لیکن کیا حکومت کابل یا اس کے نادان خیرخواہ اخبار "زمیندار" اور "سیاست" وغیرہ بتا سکتے ہیں کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کا سوائے احمدی ہونے کے کیا جرم تھا۔ اور ان کے احمدی ہونے کی وجہ سے انہیں سنگسار کر کے حکومت کابل نے اپنے صاف اور واضح مواعید کی خاک نہیں اڑائی۔

ابتدا میں جب حکومت کابل کے اس وحشیانہ قتل کی خبر اخبارات میں شائع ہوئی۔ تو اخبار "وکیل"۔ "زمیندار" "سیاست" اور ان کی دیکھا دیکھی بعض دوسرے اخبارات نے بھی یہ کہہ کر اس قتل ناحق کی پردہ پوشی کرنا چاہی۔ کہ یہ کسی سیاسی جرم کی وجہ سے وقوع میں آیا ہے۔ کیونکہ یہ ہو نہیں سکتا۔ کہ امیر کابل جیسا روشن دماغ اور آزادی پسند انسان محض اختلاف عقائد کی وجہ سے ایسی سخت سزا دے۔ اس کے ساتھ ہی ہمارے خلاف اس بنار پر ناراضی کا اظہار کیا گیا کہ ہم بغیر قتل کی اصل وجہ اور باعث معلوم کئے کیوں اس کی بنار احمدی ہونا قرار دے کر امیر کابل کو بدنام کر رہے ہیں۔ لیکن جب کابل کی عدالتوں کے فیصلہ سے ثابت ہو گیا کہ یہ قتل محض احمدیت کی وجہ سے کیا گیا ہے۔ اور مولوی نعمت اللہ خان صاحب کا جرم احمدی ہونا ہی قرار دیا گیا ہے تو اگرچہ شرافت اور انسانیت کا تقاضا یہ تھا کہ "زمیندار" اور "سیاست" وغیرہ اخبارات اس کے خلاف آواز اٹھاتے اور اسے خلاف انسانیت فعل قرار دیتے۔ لیکن کس قدر حیرت کا مقام ہے۔ کہ یہی اخبار جن کے نزدیک ناممکن تھا۔ کہ احمدیت کی وجہ سے ایسا ناپاک فعل کیا گیا ہو۔ اور جن کے خیال میں بھی یہ نہیں آ سکتا تھا کہ حکومت کابل محض احمدی ہونے کی وجہ سے ایک باامن انسان کو سنگسار کرنے کا حکم دے۔ وہی نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی سے اب یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ احمدی اپنے عقائد کی وجہ سے واجب القتل ہیں۔ اور امیر کابل کا مولوی نعمت اللہ خان صاحب کو احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کرانا شریعت اسلامیہ کے عین مطابق اور دین کی بہت بڑی خدمت ہے۔ اس سے بڑھ کر ظلم صریح اور شرمناک جفاکاری کی حمایت میں آواز اٹھانے کی مثال شاید ہی کوئی اور مل سکے۔ اور ایسے اخبارات کی ضمیر فروشی اور ناحق کوشی پر جس قدر بھی نفرین کی جائے۔ کم ہے۔ جب تک کابل کی عدالتوں کا سرکاری فیصلہ ان کے پاس نہیں پہنچا تھا اس وقت تک ان کا سارا زور اس بات پر تھا کہ مولوی نعمت اللہ خان کی سنگساری کی وجہ احمدیت قرار دینا درست نہیں ہے۔ ان سے ضرور کوئی ایسا سنگین سیاسی جرم سرزد ہؤا ہوگا۔ جس کی سزا سنگساری ہوگی۔ اور جب تک کابل کا سرکاری بیان شائع نہ ہو۔ اس وقت تک جماعت احمدیہ کو بھی اس سنگساری کی وجہ احمدیت قرار دیکر امیر کابل اور حکومت کابل کے خلاف کچھ نہیں کہنا چاہیئے۔ گویا اگر یہ قتل احمدیت کی وجہ سے کیا گیا۔ اور یہ بات کابل کے سرکاری بیان سے ثابت ہو جائے۔ تو پھر ان اخبارات کے نزدیک بھی یہ نہایت ہی شرمناک جفاکاری اور ستم شعاری تھی۔ اور اس وجہ سے جماعت احمدیہ حکومت کابل کو دنیا کے سامنے ظالم ترین حکومت قرار دینے میں حق بجانب تھی۔ لیکن جب کابل کے سرکاری اخبار میں مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی سنگساری کے متعلق اصل فیصلہ شائع ہو گیا۔ اور اس سنگساری کی وجہ محض احمدی ہونا اور احمدیہ عقائد رکھنا قرار دی گئی۔ اور کسی اور الزام کا ذکر تک بھی نہ کیا گیا۔ تو اخبار "زمیندار" اور "سیاست" نے اپنی پہلی تحریروں کا ایک ذرہ بھی لحاظ کئے بغیر یہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ چونکہ احمدیوں کے عقائد اسلام کے بالکل خلاف ہیں۔ اس لئے ان کی کم از کم سزا قتل ہے۔ اور امیر کابل نے مولوی نعمت اللہ خان کو احمدی ہونے کی وجہ سے جو سزا دی ہے۔ وہ بالکل جائز اور مناسب ہے۔

میں پوچھتا ہوں۔ کیا اس وقت "زمیندار" اور "سیاست" کو احمدیوں کے وہ عقائد معلوم نہ تھے جب وہ یہ لکھ رہے تھے۔

"یہ دعویٰ ہرگز قابل اعتبار نہیں کہ نعمت اللہ خان محض احمدی ہونے کی وجہ سے سنگسار کیا گیا ہے۔" (زمیندار ۱۰ ستمبر)

"افغانستان میں کسی شخص کو اختلاف مذہب کی بنار پر کوئی تکلیف نہیں دی جاتی۔ ضرور ہے کہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب نے کوئی ایسی حرکت کی ہوگی جسکی سزا ایسی ہوگی۔" (سیاست ۸ ستمبر)

اگر یہ الفاظ شائع کرتے وقت بھی ہمارے ان عقائد سے جن کی بنار پر اب ہمیں واجب القتل اور لائق سنگساری ٹھہرایا جا رہا ہے۔ "زمیندار" اور "سیاست" آگاہ تھے۔ اور یقیناً تھے تو پھر کیوں وہ مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی سنگساری کی وجہ احمدی ہونا تسلیم کرنے سے انکار کرتے تھے۔ انہیں تو چاہیئے تھا۔ کہ اگر اس سنگساری کی کوئی اور وجہ بھی ہوتی۔ تو بھی وہ فوراً کہدیتے کہ اصل وجہ احمدی ہونا ہی ہے۔ اور یہ ایسی وجہ ہے۔ کہ اس کی موجودگی میں کسی اور وجہ کی تلاش کی ضرورت ہی نہیں۔ مگر انہوں نے اس کا بڑے زور سے انکار کیا۔ اور اسے ناقابل اعتبار قرار دیا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اس وقت تک ان کے نزدیک بھی جماعت احمدیہ کے عقائد ایسے نہ تھے۔ جن کی وجہ سے کسی احمدی کو سنگساری کی سی وحشیانہ سزا دی جائے۔ اور ان کے خیال میں اس بنار پر سنگسار کرنا انتہا درجہ کی بے رحمی اور سنگدلی تھی لیکن جب حکومت کابل کا فیصلہ انہوں نے دیکھا۔ اور اسمیں سنگساری کی وجہ سوائے احمدیت کے اور کوئی نظر نہ آئی۔ تو پھر یک لخت ان پر یہ انکشاف ہؤا۔ کہ جماعت احمدیہ کے ایسے عقائد ہیں۔ کہ جو شخص ان کا پابند ہو۔ اس کے متعلق

"کسی اسلامی حکومت کی سیاست اجازت نہیں دے سکتی۔ کہ ایسے شخص کو آزاد چھوڑ دیا جائے۔ بلکہ شریعت غرائے اسلامیہ اور سیاست ملکی دونوں کا تقاضا یہ ہے کہ ایسے مرتد اور باغی کو کم از کم قتل کی سزا دی جائے۔"

(زمیندار ۲۰ ستمبر)

اور "سیاست" (۸ ستمبر) کو یہ مشورہ دینے کی ضرورت پیش آئی کہ:۔

"حکومت افغانستان مرزائیوں کو حدود افغانستان سے نکال دے۔"

"زمیندار" اور "سیاست" کے جی میں جو آئے لکھیں۔ اور جس طرح چاہیں۔ اپنی ضمیر فروشی کا ثبوت دیں۔ لیکن اتنا تو سوچ لیں۔ کہ چند ہی دن قبل جن لوگوں کی نظروں سے

ان کے وہ الفاظ گذرے ہیں۔ جنہیں مولوی نعمت اللہ خان صاحب کی سنگساری کی وجہ احمدیہ عقائد رکھنے سے بڑے زور شور سے انکار کیا گیا ہے۔ وہ اب ان کے انہی عقائد کی وجہ سے قتل کرنے اور ملک بدر کرنے کو جائز قرار دینے پر کیا خیال کرینگے۔ کیا وہ یہ سمجھتے ہیں حق بجانب نہ ہونگے۔ کہ "زمیندار" اور "سیاست" اپنا ہی اگلا ہوا نگل رہے ہیں۔ اور جو بات کل تک ان کے نزدیک محال اور ناقابل اعتبار تھی۔ آج وہی ان کے خیال میں اس قدر ضروری اور اہم ہو گئی ہے۔ کہ اس پر عمل کرنا ہر ایک اسلامی سلطنت کا سیاسی اور مذہبی فرض قرار دیتے ہیں ؁

جن لوگوں کو ضمیر فروشی کی عادت ہو۔ اور جن کی ساری زندگی ہی گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے میں گذری ہو۔ ان کی یہ روش کوئی نئی نہیں۔ مگر دنیا اور وہ دنیا جو جماعت احمدیہ سے نہ صرف کسی قسم کی ہمدردی نہیں رکھتی۔ بلکہ اس کی عداوت میں حد سے بڑھی ہوئی ہے۔ وہ بھی جس نظر سے انہیں دیکھ رہی ہے۔ اس کا پتہ آریہ اخبار پرکاش (۱۴ ستمبر) کے حسب ذیل الفاظ سے لگ سکتا ہے۔

"لاہور کے دو اسلامی اخبارات (زمیندار۔ سیاست) کی حالت قابل رحم ہے۔ وہ شروع سے یہی ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کہ مولوی نعمت اللہ خاں نے کوئی ایسا سنگین قصور کیا ہوگا۔ جس سے حکومت کابل کو اس کو سزائے موت دینی پڑی۔ پہلے تو انہوں نے یہ مشہور کیا۔ کہ یہ شخص باغی تھا۔ دشمنوں کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ لیکن جب تینوں عدالتوں کے فیصلہ جات نے اس خیال کی تردید کر دی۔ تو انہوں نے کہا کہ یہ شخص کوئی خاص شرارت کرتا ہوگا۔ ورنہ اور بھی تو کئی احمدی کابل ، قلمرو میں رہتے ہیں۔ غرضکہ وہ اسلام کی خیر اسی میں سمجھتے ہیں۔ کہ جس طرح ہو۔ امیر کابل کے اس فعل کو مستحسن ٹھہرایا جائے۔ لیکن وہ کامیاب نہیں ہو سکتے"

اخبار "زمیندار" اور "سیاست" کی امیر کابل کے حق میں بیجا کوشش اور سعی کے متعلق ایک آریہ اخبار کو یہ رائے ظاہر کرنے کی کیوں ضرورت پیش آئی؟ اس لئے کہ ان اخبارات نے ضمیر فروشی اور حق پوشی کی شرمناک مثال پیش کی۔ اور اپنی تحریروں میں جو کچھ بیان کر چکے تھے۔ اس کی بھی کوئی پروا نہ کی۔ لیکن ایک آریہ اخبار کیا اگر ساری دنیا بھی انہیں ان کے اس شرمناک رویہ پر لعنت ملامت کرے۔ تو امید نہیں۔ کہ ان پر کچھ اثر ہو۔ اور وہ ندامت محسوس کریں۔ مگر ان لمبے چوڑے مضامین کے متعلق جو حکومت کابل کے سفاکانہ فعل کو جائز ثابت کرنے کے لئے وہ لکھ رہے ہیں یا آئندہ لکھیں گے۔ صرف ایک سوال ہے۔ اور وہ یہ کہ حکومت کابل کے ذمہ وار ارکان کی وہ تحریریں جو اس مضمون میں نقل کی گئی ہیں۔ ان کو سامنے رکھ کر بتایا جائے۔ کہ اس قسم کے وعدے کرنے کے بعد ایک احمدی کو محض احمدی ہونے کیوجہ سے قتل کرنا کہاں کی انسانیت اور کس مذہب میں جائز ہے۔

اب "زمیندار" اور "سیاست" اپنا سارا زور اس پہلو پر صرف کر رہے ہیں۔ کہ احمدیوں کے عقائد چونکہ خلاف اسلام ہیں۔ اور ان پر ارتداد کا فتویٰ عائد ہوتا ہے۔ اس لئے ان کی کم از کم سزا قتل ہے۔ اور امیر کابل نے اسی بنا پر نعمت اللہ خاں قادیانی کو سنگسار کرایا ہے۔ جو عین اسلام کے مطابق ہے۔ لیکن اس سے جہاں وہ یہ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ پہلے جس بنا پر ان کے نزدیک مولوی نعمت اللہ خانصاحب کا قتل ایک نہایت ہی شرمناک ظلم اور حد درجہ کی بے انصافی تھی۔ وہ اب عین انصاف اور شریعت اسلامیہ کا خاص حکم بن گیا ہے۔ وہاں اس بات کا بھی ثبوت دے رہے ہیں۔ کہ حکومت کابل کے ذمہ وار ارکان نے احمدیوں کی حفاظت اور نگہداشت کا جو وعدہ کیا تھا۔ وہ شریعت اسلام کے قطعاً خلاف اور محض دھوکہ دہی تھی۔ کیونکہ احمدیوں نے اب کوئی نئے عقائد نہیں بنائے۔ اب بھی ان کے وہی عقائد ہیں۔ جو اس وقت تھے جب ان کے سرزمین کابل میں ہر طرح باامن رہنے کا انہیں یقین دلایا گیا۔ اور ان کی ہر قسم کی تکالیف اور اذیتوں کو دور کرنے کا وعدہ کیا گیا تھا۔ لیکن اگر اس وقت احمدی باوجود اپنے انہی عقائد کے جن کی بنا پر اب انہیں مرتد قرار دے کر قابل قتل ٹھہرایا جاتا ہے۔ امیر کابل کی نہایت باامن اور بے ضرر رعایا ہونے کی وجہ سے اس بات کے حق دار تھے کہ حکومت کابل انکی حفاظت کی ذمہ داری لیتی۔ اور انہیں محض اختلاف عقائد کی وجہ سے ظلم وستم کا شکار نہ ہونے دیتی۔ تو اب کیوں کر ان کا یہ حق چھ[illegible] گیا اور کس طرح امیر کابل کے لئے جائز ہو گیا۔ کہ وہ عوام کے جور وجفا سے احمدیوں کو بچانے کی بجائے خود ہی ایک متقیانہ زندگی بسر کرنے والے زاہد کے خون ناحق سے اپنے ہاتھ رنگے۔ پھر اگر اس وقت جبکہ احمدیوں کی حفاظت کے تحریری وعدے ارکان حکومت نے کئے۔ شریعت اسلامیہ حکومت کابل کا یہ فرض قرار دیتی تھی۔ کہ وہ احمدیوں کے حقوق کی بھی ذمہ داری لے۔ اور ان پر کسی قسم کا ظلم نہ ہونے دے۔ تو اسی شریعت نے اب کیونکر بے گناہ احمدیوں کے قتل کا فتویٰ دے دیا۔ کیا یہ اس شریعت کے ساتھ تمسخر اور استہزا نہیں ہے۔ جس کے نام سے مولوی نعمت اللہ خانصاحب کے قتل کو روا رکھا جا رہا ہے۔ اور کیا یہ اس انسانیت اور شرافت کی مٹی پلید کرنا نہیں ہے جو ہر ایک انسان کے لئے اپنے وعدہ کی پابندی ضروری ٹھہراتی ہے ؁

اخبار "سیاست" اور "زمیندار" جماعت احمدیہ کے عقائد کے متعلق لمبے چوڑے مضامین لکھ کر امیر کابل کے ظالمانہ قتل کے جواز میں ایک باتیں پیش کر کے امیر اور اس کی حکومت کے جرم کو ہلکا نہیں کر رہے۔ بلکہ اور زیادہ شرمناک اور قابل ملامت بنا رہے ہیں۔ کیونکہ احمدیوں کے عقائد پر بحث کرنے کا یہ وقت نہیں۔ جب کہ کابل کی جابر اور ظالم حکومت و حکمران نے ایک احمدی کو اپنے سیاسی اغراض کے لئے نہایت ظالمانہ طریق سے قتل کرا دیا ہے۔ بلکہ عقائد کی بحث اس وقت ہونی چاہئے تھی۔ جب حکومت کابل کی طرف سے احمدیوں کو باامن زندگی بسر کرنے کا وعدہ دیا گیا تھا۔ حکومت کابل یقیناً اس وقت جماعت احمدیہ کے عقائد سے واقف تھی۔ اور واقف ہونے کے باوجود اس نے وعدہ کیا تھا۔ جسے اب نہایت دھوکہ دہی اور غداری سے اس نے توڑ دیا۔ اور ایک بے گناہ احمدی کو پکڑ کر ان ملانوں کے حوالہ کر دیا۔ جو خونخوار بھیڑیوں سے زیادہ خطرناک اور جنگل کے درندوں سے زیادہ وحشت ناک ہیں۔ کیا حکومت کابل کا یہ فعل انتہا درجہ کا شرمناک اور انسانیت کے لئے دھبہ نہیں ہے۔ کہ اس نے جو وعدہ کیا۔ اس کی کھلم کھلا خلاف ورزی کی اور کیا "زمیندار" اور "سیاست" کے پاس کابل کی اس بدعہدی اور دھوکہ دہی کو جائز قرار دینے کے لئے کوئی دلیل ہے اگر ہے تو پیش کریں ؁

جس سلطنت کی یہ حالت ہو۔ کہ وہ اپنے معمولی اقرار کا بھی ایفا نہ کر سکے۔ اور اس کی خلاف ورزی پر ذرا بھی شرم و ندامت محسوس نہ کرے۔ اس کی حمایت میں آواز اٹھانے اور اپنے صفحات سیاہ کرنے والے اخباروں کو ڈوب مرنا چاہیئے۔ کہ اس سے بڑھ کر ڈوب مرنے کا اور کوئی مقام نہیں ہو سکتا۔ لیکن "سیاست" اور خاصکر "زمیندار" حکومت کابل کی حمایت میں لمبے لمبے مضامین لکھنا اور اس کے ظلم ناروا کی حمایت کرنا اپنا بہت بڑا کارنامہ سمجھ رہے ہیں۔ اور اس کے ساتھ ہی یہ تحریک کر رہے ہیں۔ کہ حکومت کابل کے اس شرمناک فعل کی تائید میں ریزولیوشن پاس کر کے مسلمان امیر کابل کو بھیجیں۔ اور اسکے فعل پر خوشی کا اظہار کریں۔ چنانچہ پہلے لدھانہ کے ایک مولوی کا اور پھر دیوبندیوں کا ایک تار جو امیر کابل کو بھی بھیجا گیا ہے۔ ان اخبارات نے شائع کیا ہے۔ اس قسم کی تمام حرکات اس امر کا ثبوت ہیں۔ کہ ہندوستان کے مولوی اور ان کے ہوا خواہ ہماری عداوت میں کابل کے وحشی اور درندہ صفت لوگوں سے کسی طرح پیچھے نہیں ہیں۔ اور انہیں اگر گورنمنٹ کا مضبوط ہاتھ اور زبردست قوت نہ روکے ہوئے ہو۔ تو یہ بھی اپنی درندگی کا پورا پورا ثبوت دینے سے دریغ نہ کریں۔ اس امر کا اظہار اگر ہندوستان کے ملانوں کیلئے قابل فخر ہو۔ تو ہزار دفعہ کریں۔ مگر یاد رکھیں جسطرح ان کے دیگر افعال اسلام کے روشن چہرہ پر سیاہ داغ لگا رہے ہیں اسی طرح ان کی یہ حرکت بھی اسلام کی بدنامی کا موجب ہوگی۔ کاش انہیں اس کا ذرا بھی خیال ہو ؁

حضرت مرزا صاحب ہی سچے مسیح و مہدی ہیں

(۱)

بابی اخبار میں ایک مکالمہ فرضی مابین احمدی اور بہائی شائع ہوا ہے۔ جس میں احمدی کے دلائل کمزور کر کے اور بہائی کے دلائل کو زبردست کر کے دکھلایا گیا ہے۔ مثلاً احمدی کی طرف منسوب کر کے لکھا: کہ

"مہدی کے بارے میں وارد ہے۔ کہ المھدی من عترتی من ولد فاطمہ۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ مہدی میری عترت یعنی اولاد فاطمہ سے ہو گا۔ اس کے متعلق حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔ کہ بعض ہماری دادیاں شریف اور مشہور سادات میں سے تھیں"

پھر اس پر ایک دھوکہ دینے والی جرح کی اور حضرت صاحب کی ایک عبارت نقل کی ہے۔ جس میں آپ نے انکار کیا ہے "کہ میں وہ مہدی نہیں ہوں۔ کہ جو مصداق من ولد فاطمہ ومن عترتی وغیرہ ہے" براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۵"

مگر یہ ایک صریح دھوکہ ہے۔ جو بہائیوں کے حصہ میں آیا۔ کیونکہ ہماری طرف سے کبھی حضرت مرزا صاحب کی صداقت ثابت کرنے کے لئے یہ دلیل نہیں پیش کی جاتی۔ کہ چونکہ مہدی کے لئے من ولد فاطمہ کا لفظ آیا ہے۔ اور حضرت مرزا صاحب کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔ اس لئے آپ مہدی موعود تھے۔ جیسا کہ حضرت صاحب نے خود تحریر فرمایا ہے:۔

"میں وہ مہدی نہیں ہوں۔ کہ جو مصداق من ولد فاطمہ ومن عترتی وغیرہ ہے"

بلکہ اس بات کو ہم پیش کیا کرتے ہیں۔ تو ان لوگوں کے مقابل پر جو تمام دلائل سے عاجز ہو کر کہدیا کرتے ہیں کہ پھر من ولد فاطمہ اور من عترتی وغیرہ والی حدیثوں کا کیا مطلب ہے۔ انہیں اتمام حجت کے لئے ہم یہ جواب دیتے ہیں۔ کہ خدا نے تمہارے تمام عذرات کا سدباب کر دیا ہے۔ کیونکہ آپ اس حدیث کے مطابق بھی پورے اترتے ہیں۔ چنانچہ آپ کی بعض دادیاں سادات میں سے تھیں۔

ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۶ پر حضرت صاحب نے اس بات کو کھول کر بیان فرمایا ہے۔ لیکن بہائی نے اپنے مطلب کی عبارت جو صفحہ ۱۸۵ پر تھی۔ وہ تو لی۔ اور باقی جو اس کو واضح کرنے والی عبارت تھی۔ اُسے چھوڑ دیا۔ یقیناً اسی کا نام دھوکہ دہی ہے۔

(۲)

پھر بہائی نے اعتراض کیا ہے۔ کہ من ولد فاطمہ کے مطابق اپنے آپ کو بتانے کے لئے حضرت مرزا صاحب نے ماں کی طرف سے نسل چلائی۔ اور فارسی الاصل ثابت کرنے کے لئے باپ کی طرف سے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ یہاں پر آنحضرت صلعم نے من ولد فاطمہ فرمایا ہے۔ اور کسی مرد کا نام نہیں لیا۔ اگر باپ کی طرف سے نسب مراد ہوتی۔ تو کسی مرد کا نام لیتے۔ کہ فلاں مرد کی اولاد سے ہو گا۔ پس من ولد فاطمہ کہنا اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا یہ منشا تھا۔ کہ میرے ساتھ اس کا شجرہ نسب ماں کی طرف سے ملے گا۔ ہاں مسیح کے متعلق لکھا ہے۔ کہ وہ ابناء فارس سے ہو گا۔ اس لئے آپ نے یہاں نسب باپ کی طرف سے چلائی۔ پس چونکہ ایک ہی شخص کے دو لقب تھے۔ اس لحاظ سے کہ آپ من ولد فاطمہ تھے۔ آپ مہدی تھے۔ اور اس لحاظ سے کہ آپ مسیح تھے۔ آپ فارسی الاصل تھے۔

(۳)

پھر لکھا ہے۔ کہ مہدی اور مسیح کا وجود ایک ہی بنا دیا۔ حالانکہ وہ دو جداگانہ وجود ہیں۔ اور دلیل کیا دی۔ یہ کہ برہان الصریح جیسی زبردست کتاب میں لکھا ہے۔ کہ مسیح اور مہدی دو جداگانہ وجود ہیں۔ ارے بھائی ذرا عقل سے کام لو۔ ہمارے لئے تمہاری برہان الصریح کیونکر حجت ہو سکتی ہے۔ تم کوئی ہمارے مسلمات سے دلیل لاؤ۔ ہم کیا جانیں برہان الصریح کو۔ معلوم نہیں کس مجہول نے لکھی ہے۔ ہمارے پاس تو حدیث میں صاف موجود ہے۔ لا مھدی الا عیسیٰ۔ مہدی اور عیسیٰ دونوں ایک ہی وجود کے دو لقب ہیں۔

پھر صرف برہان الصریح کا حوالہ دیکر لکھا ہے کہ۔

"جب یہ ثابت ہو گیا۔ اور مسلم قوم کا اس امر پر اتفاق ہے۔ کہ مسیح اور مہدی دو جداگانہ وجود ہیں۔ تو اس ثبوت کے بعد آپ کا ایک وجود میں دو صفات دکھانا کچھ مفید نہیں"

لیکن ثابت کہاں ہو گیا۔ کیا صرف مونہہ کی باتوں سے۔ کوئی دلیل تو دی نہیں۔ یوں ہی ثابت ہو گیا۔ پھر مسلم قوم کا اتفاق اس پر کہاں ہے۔ حضرت امام شافعی رح جو مسلمانوں میں بڑے پائے کے شخص سمجھے جاتے ہیں۔ اور امام ہیں۔ وہ فرماتے ہیں "لا مھدی الا عیسیٰ" پھر تم کون ہوتے ہو۔ جو کہتے ہو کہ مسلم قوم کا اتفاق ہے۔

(۴)

پھر لکھتا ہے:۔

"جب مرزا صاحب کے نزدیک مہدی کی احادیث ہی مجروح اور مخدوش ہیں۔ تو عترت کے ثبوت کی کیا ضرورت تھی"

اس کا جواب وہی ہے۔ جو پہلے ہو چکا ہے۔ کہ آپ کا ان احادیث کو اپنے اوپر چسپاں کرنے سے مدعا صرف یہ ہے کہ میرے مہدی موعود ہونے میں یہ احادیث بھی حارج نہیں ہیں۔ کیونکہ میں ان کے مطابق بھی مہدی ہوں۔ اور آپ نے ان احادیث کو مجروح اسی لحاظ سے کہا ہے۔ کہ مہدی کا مسیح سے الگ کوئی وجود نہیں۔

(۵)

پھر حضرت صاحب کا ایک قول جو ضمیمہ براہین احمدیہ حصہ پنجم صفحہ ۱۸۵ پر بایں الفاظ درج ہے:۔

"مہدی موعود کے بارے میں جس قدر احادیث ہیں وہ تمام مجروح اور مخدوش ہیں۔ اور ایک بھی ان میں سے صحیح نہیں" نقل کر کے لکھتا ہے:۔

"اسے جملہ محدثین کا قول بتاتے ہیں۔ مگر نام کسی ایک کا بھی نہیں لیتے۔ لے دیکر صرف ایک ابن خلدون ہیں۔ جن کی ایک مورخ سے زیادہ حیثیت نہیں ہے"

یہ یا تو لوگوں کو دھوکا دیا گیا ہے۔ یا اپنی جہالت کا ثبوت پیش کیا ہے۔ کیونکہ ابن خلدون نے اپنی رائے نہیں ظاہر کی۔ بلکہ تمام احادیث جو مہدی کے متعلق ہیں۔ ان کو نقل کر کے ہر ایک کے راوی کو لے کر اس پر محدثین اور بڑے بڑے علماء کی تنقید لکھی ہے۔ مثلاً ایک حدیث ہے۔ لو لم یبق من الدنیا الا یوم یبعث اللہ فیہ رجلاً منی او من اھل بیتی یواطئ اسمہ اسمی و اسم ابیہ اسم ابی۔ اس کا ایک راوی عاصم نامی ہے۔ اس پر جو جرح متقدمین کی ہے۔ اسے ابن خلدون اس طرح ظاہر کرتا ہے

(۱) محمد بن سعد جو بہت بڑے آدمی ہیں۔ انہوں نے اس عاصم کو کثیر الخطاء (یعنی بہت غلطی کرنے والا) کہا۔

(۲) وقال یعقوب بن سفیان فی حدیثہ اضطراب

(۳) عبدالرحمٰن بن ابی حاتم نے کہا۔ کہ میں نے ابو زرعہ سے پوچھا۔ کہ عاصم معتبر آدمی ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ اس کا یہ مقام نہیں ہے۔ وہ ثقہ نہیں ہے۔

(۴) ابن علیہ نے کہا۔ کہ جتنے راویوں کے نام عاصم ہیں۔ وہ سارے خراب حافظہ والے ہیں۔ یعنی ان کا حافظہ اچھا نہیں۔

دوسری حدیث المھدی من عترتی من ولد فاطمہ۔ اس میں جو علی بن نفیل راوی ہے۔ اس پر بھی جرح کی گئی ہے۔ چنانچہ امام ابو جعفر العقیلی نے اسے ضعیف قرار

قرار دیا۔ پھر اس کے متعلق فرمایا۔ کہ

"اس کے ثبوت میں اور کوئی حدیث نہیں۔ اس حدیث کو یہی مرفوع کرتا ہے"

"تیسری حدیث المھدی منّی اجلی الجبھۃ الخ۔ اس میں عمران بن القطان ہے۔ اس کے متعلق ابن معین نے کہا ہے۔ لیس بالقوی یعنی کوئی قوی راوی نہیں۔ ضعیف ہے ؛

(۲) یزید بن زریع نے کہا۔ کہ یہ خارجی تھا ؛

(۳) نسائی نے کہا۔ ضعیف ہے ؛

(۴) ابوداؤد نے کہا۔ ضعیف ہے ؛

یہ نمونہ کے طور پر ہے۔ آپ احادیث میں مہدی کے متعلق تمام احادیث لے کر ہر ایک کے متعلق ابن خلدون میں دیکھیں۔ تو معلوم ہوگا۔ کہ اس کے راویوں پر محدثین نے کیا جرح کی ہے۔

پھر حجج الکرامہ صفحہ ۳۶۵ پر دیکھو صاف لکھا ہے۔ کہ

"مجموعہ ایں روایات ضعیفہ ومطعونہ افادۂ صحت وشہادتِ وجودِ وی در آخر زماں میکند اگرچہ خالص ازانہا از نقد اقل قلیل باشد"

مطلب یہ کہ مہدی کے متعلق جس قدر بھی روایات ہیں۔ چاہے ضعیف ہوں یا مطعونہ ہوں۔ وہ صرف اس بات کا فائدہ دیتی ہیں۔ کہ ضرور مہدی کا وجود آخر زمان میں ہوگا۔ اگرچہ ان میں سے جو تنقید سے خالی ہیں وہ نہایت تھوڑی تعداد میں ہیں ؛

پس نہ صرف حضرت مرزا صاحب نے یہ کہا ہے۔ بلکہ تمام محدثین کا یہی مذہب ہے۔ پھر معلوم نہیں۔ کہ اس شخص نے کیوں دیدہ دانستہ یا بہ جہالت سے اس طرح حقیقت پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی ؛

پھر امام بخاری اور مسلم نے مہدی کے متعلق ایک بھی حدیث نہیں لی۔ یہ بھی ان احادیث کے کمزور ہونیکی دلیل ہے ؛

(۶)

پھر لکھتا ہے :۔

"حضرت مرزا بشیر الدین خلیفۃ المسیح الثانی نے اپنی تفسیر پارہ اوّل صفحہ ۱۲ پر تحریر فرمایا ہے۔ کہ کسی خاص قوم کے کسی خاص انسان کی اولاد سے ہونے کا حقیقتاً ایک ہی ثبوت ہوتا ہے۔ اور وہ اس قوم کی روایات ہیں" لیکن حضرت مرزا صاحب کے فارسی الاصل ہونے کی دلیل کوئی نہیں۔ جیسے آپ نے خود فرمایا۔ "ہاں میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کوئی ثبوت نہیں ہے" اور الہام منکرین پر حجت نہیں ہوا کرتا۔ پس جب مدعی ہی فارسی الاصل نہیں۔ تو دعوےٰ سے کیا حاصل"

اس کے جواب میں یہ عرض ہے۔ کہ اس موقعہ پر حضرت مرزا صاحب نے صرف ان معنوں میں انکار کیا ہے۔ کہ ہمارے خاندان کی تاریخ میں جو برلاس کہلاتا ہے۔ خاص اس کی تاریخ میں ایسا تذکرہ نہیں۔ یہ نہیں کہا۔ کہ تمام مغلیہ خاندان بنی فارس نہیں ہیں۔ بلکہ مراد یہ ہے۔ کہ مغلیہ خاندان کو اگر مجموعی طور پر دیکھا جائے۔ تو اس کا تعلق بنی فارس سے معلوم ہوتا ہے۔ ہاں اس میں سے جو ہمارا خاص خاندان ہے جسے برلاس کہتے ہیں۔ اس کے واسطے کوئی علیحدہ تذکرہ نہیں کہ اس کو بہ نسبت دوسرے خاندانوں کے جو مغلیہ قوم کے ہیں۔ خاص امتیاز حاصل ہو۔ پس مجموعی طور پر جب آپ کے خاندان کا بنی فارس ہونا ثابت ہے۔ تو برلاس قوم کا ذکر خود ہی اس میں آگیا۔ کیونکہ وہ بھی تو مغلیہ خاندان سے ہی ہے۔ جیسا کل میں ایک چیز ثابت ہے۔ تو جز میں بھی وہ ماننی پڑیگی رہا حضرت مسیح موعود کا انکار۔ تو وہ صرف ان معنوں میں ہے کہ خاص ہماری ذات (برلاس) کا کوئی امتیاز تاریخ میں نہیں دیکھا گیا ہے۔ ہاں بذریعہ الہام خدا تعالےٰ نے یہ ظاہر فرمایا ہے۔ کہ اس قوم کو امتیاز بھی حاصل ہے۔ چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۵۱ پر مغلیہ خاندان کا تعلق بنی فارس سے اور نسل مصطفےٰ میں بھی وضاحت سے تمام بیان موجود ہے۔ جس میں ثابت کیا گیا ہے کہ مغلیہ خاندان بنی فارس تھے ؛

اس عبارت میں جو حضرت مسیح موعود نے تحریر فرمائی ہے۔ کہ :۔

"میرے پاس فارسی ہونے کے لئے بجز الہام الٰہی کے اور کوئی ثبوت نہیں"

یہ ایک حق پسند اور صداقت کے متلاشی کے لئے آیت ہے کیونکہ اگر آپ نعوذ باللہ جھوٹے ہوتے۔ تو یہ الفاظ نہ تحریر فرماتے۔ بلکہ جھوٹی روایات بنا کر جیسے عموماً بھائی لوگ کیا کرتے ہیں۔ اپنی قوم خاص کو بنی فارس سے کہہ دیتے۔ لیکن آپ نے صاف اور حق بات کہدی۔ اور فرمایا کہ خاص میری قوم کے لئے تو ذکر نہیں۔ ہاں تمام خاندان مغلیہ کا اگر آغاز دیکھا جائے۔ تو معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ بنی فارس ہیں ؛

(۷)

پھر حضرت مسیح موعود کے چند اقوال نقل کر کے ان میں تضاد اور تناقص دکھایا ہے۔ چنانچہ لکھتا ہے :۔

"حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں :۔

(۱) "مسیح موعود ایک ہی ہے" ازالہ اوہام صفحہ ۱۱۶

(۲) "بذریعہ الہام میرے پر بتصریح کھولا گیا۔ کہ وہ مسیح جو اس امت کے لئے ابتداء سے موعود تھا ××× میں ہی ہوں" ریویو آف ریلیجنز جلد ۲ صفحہ ۲۳۳

(۳) "شاید پیشگوئی کے ظاہری معنوں کے لحاظ سے کوئی اور مسیح موعود بھی کسی وقت ہو"

حضرت اقدس مسیح موعود کی ان تحریروں میں تناقص ثابت کرنے کی اس طرح کوشش کی گئی ہے۔ کہ ایک جگہ تو لکھتے ہیں۔ مسیح موعود ایک ہی ہے۔ اور وہ میں ہوں۔ اور دوسری جگہ لکھتے ہیں۔ کہ ممکن ہے۔ کوئی اور مسیح موعود بھی ہو۔ گویا دو مسیح موعود ہوگئے۔ لیکن اگر سوچا جائے۔ تو معلوم ہو جائے گا۔ کہ اس میں کوئی تناقص نہیں ہے۔ کیونکہ آپ نے وہ مسیح موعود ہونے کا دعوےٰ کیا ہے۔ جس کے لئے تمام مسلمان انتظار میں تھے۔ اور اس کے وجود کے متعلق فرمایا ہے۔ کہ وہ ایک ہے۔ اور یہ جو فرمایا۔ کہ ممکن ہے۔ کسی وقت اور مسیح موعود آجائے۔ اس سے مراد وہ مسیح ہے۔ جو پیشگوئیوں کے ظاہری معنوں کے مطابق ہو گو مکاشفات میں استعارات غالب ہوتے ہیں۔ لیکن ہم کہتے ہیں۔ کہ اگر ظاہر پر ہی ان احادیث کو محمول کرنا ہے۔ تو بھی کوئی حرج کی بات نہیں۔ کیونکہ ممکن ہے۔ کہ خدا تعالےٰ ان پیشگوئیوں کو ظاہری رنگ میں بھی حضرت مسیح موعود کے کسی کامل متبع کے ذریعہ پورا کردے۔ کیونکہ متبعین کا کام اصل میں اسی کا کام سمجھا جاتا ہے۔ جس کا کوئی متبع ہو۔ چنانچہ ازالہ اوہام صفحہ ۱۷۰ تا ۱۷۳ میں آپ نے اس بحث کو کھول کر بیان کیا ہے۔ پس جس مسیح کے متعلق فرمایا۔ وہ ایک ہی ہے۔ اس سے مراد وہ مسیح ہے۔ جسکے لئے امت انتظار میں تھی۔ اور وہ آپ خود تھے۔ اور جس کے متعلق فرمایا۔ کہ آئندہ کسی وقت ظاہر ہوگا۔ اس سے مراد وہ مسیح ہے۔ جو احادیث کے ظاہری معنوں کے مطابق آئے۔ اور پھر وہ بھی کوئی علیحدہ مسیح نہ ہوگا۔ بلکہ حضرت مرزا صاحب کے کامل متبعین میں سے ہی ہوگا۔ اور گویا کہ آپ کا بروز ہوگا۔ چنانچہ حضرت مسیح موعود خود فرماتے ہیں ؛

"پس اگر ظلّی طور پر وہ بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے مثیل مسیح کا نام پاوے۔ اور موعود میں بھی داخل ہو۔ تو کچھ حرج نہیں۔ کیونکہ گو مسیح موعود ایک ہی ہے۔ مگر اس ایک میں ہو کر سب موعود ہی ہیں۔ کیونکہ وہ ایک ہی درخت کی شاخیں ایک ہی مقصد موعود کی روحانی یگانگت کی راہ سے متمم ومکمل ہیں۔ اور ان کو ان کے پھلوں سے شناخت کروگے" ازالہ اوہام حصہ اوّل صفحہ ۱۷۱

پس یہ امر بالکل صاف ہوگیا۔ کہ آپ کا ان دونوں تحریروں سے کیا مطلب ہے۔ اور ان میں اختلاف دکھانا محض دھوکہ دہی ہے ؛

اپنی پیاری آنکھوں کی حفاظت کرو

ہمارا مشہور و معروف موتیوں کا سرمہ۔ ضعف بصر۔ ککرے۔ خارش چشم۔ جلن۔ پھولا۔ جالا۔ پانی بہنا۔ دھند۔ غبار۔ ابتدائی موتیا بند غرضکہ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کے لئے اکسیر ہے۔ اس کا روزانہ استعمال عینک سے نجات دلاتا آنکھوں کو سکھی اور بیماری سے محفوظ رکھتا ہے۔ قیمت فی تولہ ع۲ محصولڈاک علاوہ۔ لاکھوں شہادتوں کی ایک شہادت ملاحظہ ہو:۔

جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ کی شہادت

مکرم و معظم علامہ حضرت ڈاکٹر مفتی محمد صادق صاحب مبلغ بلاد یورپ و جنرل سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ فرماتے ہیں۔ کہ آپ کا موتیوں کا سرمہ میں نے ککروں کے واسطے استعمال کیا۔ اور بہت مفید پایا۔

ملنے کا پتہ:۔ منیجر کارخانہ موتیوں کا سرمہ۔ نور بلڈنگ قادیان۔

امداد کی ضرورت

ہر ایک بھائی میرے درد مند دل کی دعا لے۔ میرا لڑکا جس کا حلیہ یہ ہے۔ آنکھیں بڑی پیشانی کشادہ۔ قد درمیانہ۔ زبان میں لکنت نام عبداللہ بوجہ دماغی خلل ۴ ماہ سے مفقود ہے۔ ماہ جولائی میں سرگودہ ناکون کا پتہ ملا ہے۔ احباب خاص طور پر تلاش کر کے میری امداد کریں اگر مل جائے تو پاس رکھکر مجھے اطلاع دیں۔ اس کی خوراک و خرچ شکریہ سے ادا کیا جائیگا۔

خاکسار:۔ محمد اسمٰعیل سیالکوٹی ٹیچر ہائی سکول۔ قادیان

ضرورت ہے

نو ایجاد مشین سیویاں کے ایسے خریداروں کی جو بعد استعمال مشین سارٹیفکیٹ ارسال فرما کر مشکور فرماویں۔ قیمت مشین پیتل سعہ خرچ چھلنی ۱۲۰ پالش شدہ ؎

منیجر کارخانہ مشین سیویاں قادیان پنجاب

اللھم انت الشافی

جوہر شفا یعنی نئی زندگی

یہ خشک سفوف ہے جس کا تجربہ دس سال تک کیا گیا ہے۔ پرانا بخار دکھانسی خشک یا تر بلغم خون آتا ہو سل کے کیڑوں کو فنا کرتا ہے تپ دق کو جس سے حکیم و ڈاکٹر بھی عاجز ہوں۔ مرد و عورت سب کو یکساں مفید۔ قیمت نہایت کم۔ جو سو روپے کو بھی مفت۔ فی تولہ ع۲ علاوہ محصولڈاک جو ایک ماہ کو کافی ہے۔ حکیموں کو بھی اس کا مطب میں رکھنا ضروری ہے پرچہ ترکیب استعمال ہمراہ ہوتا ہے۔

المشتہر:۔ ایس عزیز الرحمٰن۔ قادر بخش انجنیئر۔ قادیان

کلہاڑی — شجر خبیثہ
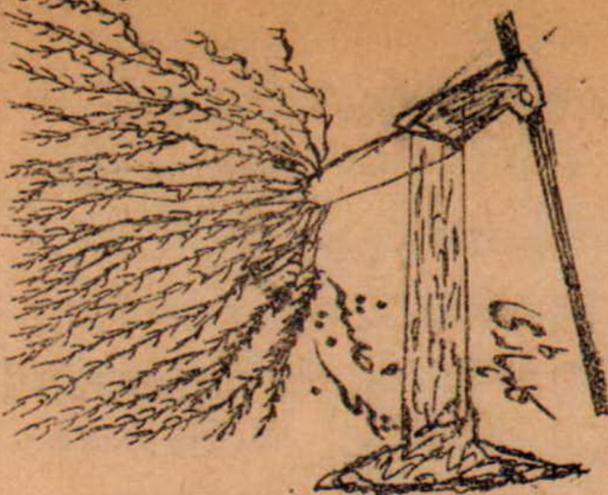
وہ شجر خبیثہ جس کا نام بابی یا بہائی تھا۔ اس کتاب کذابوں کے انجام کے کلہاڑے نے کاٹ کر گرا دیا۔ حضرت رسول کریمؐ کے بعد مسیلمہ کذاب سے لیکر اسوقت تک جس قدر کذاب گذرے ہیں۔ ان کے حالات معہ انجام اس کتاب میں تحریر کئے ہیں۔ تردید کرنیوالے کے واسطے دس ہزار روپیہ انعام مقرر ہے۔ قیمت عہ ہے ہمارا دعویٰ ہے۔ کہ ابتداء اسلام سے اس وقت تک اس موضوع پر کوئی کتاب نہیں لکھی گئی۔

اس کتاب میں معتبر و مستند تاریخ عالم سے ۔۔ مدعیان نبوت و مسیحیت و مجددیت کے حالات درج کر کے اتمام حجت کر دیا ہے۔ کہ مفتری علی اللہ کو مہلت اور نصرت نہیں ملتی چنانچہ تاریخ اس بات پر گواہ ہے۔ مثال میں سو سے زیادہ کذاب دیکھ لو۔ اگر ہمارا دعویٰ غلط ہے۔ تو تم ایک ہی ایسا شخص پیش کر دو۔ جس کو مہلت ملی ہو۔ غرضکہ کوئی پہلو ایسا نہیں چھوڑا جس پر سیر کن بحث نہ کی ہو۔ مگر کتاب تھوڑی تعداد میں چھپی ہے فوراً منگوا لیجئے ورنہ فروخت ہو جائیگی۔

حضرت امیر المومنین کی تحریر

حضرت امیر المومنین جناب مولانا مولوی شیر علی صاحب بی۔ اے امیر جماعت احمدیہ قادیان تحریر فرماتے ہیں کہ رسالہ کذابوں کا انجام ایک قابل دید رسالہ ہے۔ محقق صاحب نے نہایت محنت سے مختلف زمانوں کے مدعیان مہدویت وغیرہ کے اسما راور انجام کو بیان کر کے بتایا ہے کہ جھوٹے مدعی کس طرح خائب و خاسر رہے اور راستبازوں کی صداقت کو مشتبہ نہ کر سکے۔ فی الواقع محقق صاحب نے بہت مفید اور ضروری پہلو پر روشنی ڈالی ہے۔ اور سلسلہ کی اہم خدمت انجام دی ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کو بہتوں کی ہدایت کا موجب بنائے۔ آمین۔

کتاب محقق کو شائع ہوئے تین سال ہو گئے ہیں جس میں صداقت احمدیت پر ام ۱۳ دلائل درج ہیں۔ جن کی تردید کرنے والے کو ام ۱۳ روپیہ انعام بھی مقرر ہے۔ مگر آج تک کوئی اس کا جواب نہ دے سکا یہی وہ لاجواب کتاب ہے۔ جس کو غیر احمدی پڑھ کر احمدی ہو جاتا ہے۔ اور معمولی اردو خواں اس کو جیب میں رکھکر بڑے سے بڑے غیر احمدی مناظر کا ناطقہ بند کر دیتا ہے۔ ضخامت پانسو صفحہ جز بندی عمدہ جلد۔ جیبی تقطیع تاکہ ہر وقت جیب میں رہ سکے۔ قیمت عہ۔ المشتہر۔

(۸)

پھر بہائی لکھتا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے تحریر فرمایا کہ "ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے۔ کہ اس وقت جو ظہور مسیح موعود کا وقت ہے۔ کسی نے بجز اس عاجز کے دعویٰ نہیں کیا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس مدت تیرہ سو برس میں کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں" ازالہ اوہام ص۶۸۳ ایڈیشن اول۔

بہائی لکھتا ہے یہ بات غلط ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب سے پہلے کبھی کسی نے مسیحیت کا دعویٰ نہیں کیا۔ کیونکہ آپ سے پہلے مرزا حسین علی الملقب بہاء اللہ دعویٰ مسیحیت رکھتا تھا۔ اور اس کے ثبوت میں حضرت اقدس کی حسب ذیل تحریر نقل کرتا ہے۔

"آج پیسہ اخبار ۲۷ اگست ۱۹۰۲ء کے پڑھنے سے معلوم ہوا۔ کہ حکیم مرزا محمود ایرانی لاہور میں فروکش ہیں۔ وہ بھی ایک مدعی مسیحیت کے حامی ہونے کا دعویٰ رکھتے ہیں"

مگر یہ حضرت مسیح موعود نے مرزا محمود کی طرف سے حکایت کے طور پر بیان فرمایا ہے۔ کہ وہ یہ کہتا ہے۔ کہ میں ایک مدعی مسیحیت کا حامی ہوں۔ جس طرح دوسرے بہائی لوگ بہاء اللہ کو مدعی مسیحیت کہتے ہیں۔ حالانکہ اس نے کہیں دعویٰ نہیں کیا۔ رہا یہ امر کہ آپ کے نزدیک بھی بہاء اللہ مدعی مسیحیت تھا یا نہیں۔ یہ اس سے ظاہر نہیں ہوتا۔ علاوہ اس کے جہاں آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ مجھ سے پہلے کسی نے دعویٰ مسیحیت نہیں کیا وہاں آپ نے اس بات سے انکار نہیں کیا۔ کہ کوئی بھی مدعی مسیحیت نہیں ہوا۔ بلکہ آپ نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ:۔ "کبھی کسی مسلمان کی طرف سے ایسا دعویٰ نہیں ہوا۔ کہ میں مسیح موعود ہوں" (ازالہ اوہام ص۶۸۳)

اس سے آپ کی مراد یہ ہے۔ کہ مسلمانوں میں سے کسی نے دعویٰ مسیحیت نہیں کیا۔ ہاں دوسروں میں سے بے شک بعض نے کیا ہے۔ اور یہ امر بالکل صاف اور روشن ہے۔ کہ بہاء اللہ مسلمان نہ تھا۔ کیونکہ اس نے نہ صرف خود شریعت اسلام کو منسوخ کر دیا۔ بلکہ شریعت اسلام کو منسوخ کرنیوالے باب کو بھی مانا۔ اور اپنا ظہور اس کی پیشگوئی کے مطابق ٹھہرایا۔ اور یہ امر ظاہر ہے۔ کہ جو شخص قرآن کی تعلیم کو منسوخ قرار دے۔ وہ مسلمان نہیں ہو سکتا۔

(علی محمد اجمیری۔ مولوی فاضل کلاس)

جماعت احمدیہ بنگال کا سالانہ جلسہ

جناب مولوی سید محمد عبدالواحد صاحب امیر جماعت احمدیہ شرقی بنگال برہمن بڑیہ سے تحریر فرماتے ہیں۔ کہ ۹ تا ۱۱ اکتوبر احمدیان بنگال کا سالانہ جلسہ برہمن بڑیہ میں منعقد ہوگا۔ جلسہ کا پروگرام بنگالی زبان میں شائع کیا گیا ہے۔ بنگال کے احمدی احباب خاص طور پر جلسہ میں شامل ہونے کی کوشش کریں۔

(جناب ابو الحسن صاحب کے انتظام سے قادیانی پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپ کر شائع ہوا)